

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# روحِ تصوف

تالیف

شیخ الحدیث والنفسیر

پیرسائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا

0303-4367413

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ  
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ

دین اسلام کے تین اہم شعبے ہیں، ان میں سے ہر شعبے کو سمجھنے اور عمل میں لانے سے ہی مکمل طور پر دین میں داخل ہوا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً یعنی اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ (البقرہ: ۲۰۸)۔ دین کے وہ تین شعبے مندرجہ ذیل ہیں: (۱)۔ سیاسی شعبہ (۲)۔ علمی شعبہ (۳)۔ روحانی شعبہ  
ان تینوں شعبوں پر مفصل گفتگو ملاحظہ فرمائیں۔

## سیاسی شعبہ

اللہ کریم جل شانہ کا ارشادِ گرامی ہے: قُلْ اَوْ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا یعنی نہیں! تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافات میں آپ کا ہر فیصلہ نہ مان لیں، پھر اپنے دلوں میں آپ کے فیصلے پر معمولی شک بھی نہ رکھیں اور اس طرح مان لیں جس طرح ماننے کا حق ہے (النساء: ۶۵)۔

دوسرے مقام پر اللہ کریم جل شانہ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاٰمَانَاتِ اِلَىٰ اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں امانت کے حقداروں کو ادا کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو، بے شک اللہ تمہیں کیا ہی اچھی نصیحت فرماتا ہے، بے شک اللہ بہت سننے والا خوب دیکھنے والا ہے (النساء: ۵۸)۔

یہ آیت قرآن مجید کی اہم ترین آیات میں شمار ہوتی ہے اس میں اسلام کے سیاسی نظام کا مکمل ڈھانچہ اور خدا و خال مذکور ہیں۔

اِنَّ حَرْفِ تَاكِيْدٍ هُوَ، اسْكَامَعْنٰى هُوَ بَءِ شَكِّ - تَاكِيْدٌ كِرْتُو هُوَ بَاتِ شَرْوَعِ كِرْنِ كَرْنِ  
مَقْصِدِ يِهْ هُوَ كَرْتُو سِنْدَهْ بِيَانِ هُوْنِ وَا لَءِ حَكْمِ كِي اِهْمِيْتِ لُوْغُوْنِ كِ دِلُوْنِ مِيْنِ بَشْهَادِيْ جَايْ -  
اِنَّ اللّٰهَ يَآمُرُكُمْ (بَءِ شَكِّ اللّٰهِ تَمَهْمِيْنِ حَكْمِ دِيْتَا هُوَ) يَآمُرُوْكَالْفِظِ اَمْرٍ سَءِ بِنَا هُوَ - اَمْرَا  
مَعْنٰى هُوَ حَكْمِ دِيْتَا - اَسِيْ سَءِ اِمَاْرَةٌ بِنَا هُوَ لِعَنْىِ حَكْمَانِيْ - حَدِيْثِ كِي كِتَابُوْنِ مِيْنِ سِيَاْسَتِ كِ اِبْوَابِ كُو  
اَبْوَابِ الْاِمَاْرَةِ كِهَا جَاتَا هُوَ - مَتَحْدَهْ عَرَبِ اِمَارَاتِ مِيْنِ يِهِيْ لَفْظِ اسْتِعْمَالِ هُوَا هُوَ - اَسْ اَيْتِ مِيْنِ  
يَآمُرُكُمْ سَءِ مَعْلُوْمِ هُوْتَا هُوَ كِهْ حَقِيْقِيْ اَمْرَا وَا قْتَدَارِ اَعْلٰى اللّٰهِ تَعَالٰى جَلِّ شَانَهْ كَا هُوَ - اَوْرَا سَءِ اَعْلٰى  
اَيْتِ كِ الْفَاظِ اَطِيْعُوْا الرّٰسُوْلَ سَءِ مَعْلُوْمِ هُوْتَا هُوَ كِهْ كَلِيْ اَخْتِيَارَاتِ عَطَا كِي جَانِيْ كِي وَجْهَ سَءِ  
اَقْتَدَارِ اَعْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كِ پَاسِ بِيْ هُوَ -

گويایوں کہنا چاہیے کہ اقتدارِ اعلیٰ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے۔ اسی یامُرُكُمْ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امارت اور سیاست کے احکام اللہ تعالیٰ نے خود عطا فرمائے ہیں۔ اب جو شخص بھی ان احکام کی بجائے کوئی دوسرا نظام رائج کرے گا، وہ اللہ رسول کی امارت کے مقابلے پر اپنی ذاتی آمریت کا دعویدار ہوگا۔ خواہ وہ کسی جرنیل کی طرح شخصی طور پر آمر ہو یا جمہوریت کے نام سے متعدد اشخاص کو اپنی آمریت میں حصہ دار بنالے۔ امر کے لفظ میں یہ ساری باتیں پوشیدہ ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ امر کی جگہ کوئی دوسرا لفظ بھی استعمال فرما سکتا تھا۔ جیسا کہ دوسری عبادات اور احکام فرض کرنے کے لیے اسکا طریقہ ہے۔ مثلاً كُتِبَ عَلَيْكُمْ الصِّيَامُ تم پر روزے فرض کر دیے گئے۔ كُتِبَ عَلَيْكُمْ الْقِتَالُ تم پر جہاد فرض کر دیا وغیرہ۔ یہاں بھی فرما سکتا تھا کہ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اَنْ تُوَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا لیکن یہاں اِنَّ اللّٰهَ يَآمُرُكُمْ فرما کر انسانی آمریت کی نفی کرنا مقصود تھا اور شرعی امارت کی تاکید منظور تھی۔

اَنْ تُوَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا (کہ امانتیں ان کے اہلوں کے سپرد کرو) ان الفاظ میں امانت سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت

کا انتظار کرنا۔ صحابی کو امانت کے ضائع ہونے کی سمجھ نہ آئی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ امانت کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: إِذَا وَسَدَ الْأَمْرُ إِلَىٰ غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ یعنی جب امانت نااہلوں کے سپرد کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا (بخاری حدیث: ۵۹)۔

عورت کی حکمرانی کے بارے میں فرمایا: وَإِذَا كَانَتْ أُمْرَاءُ كُمْ شِرَارَ كُمْ وَأَغْنِيَاءَ كُمْ بُخْلَاءَ كُمْ وَأُمُورُكُمْ إِلَىٰ نِسَاءٍ كُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا یعنی جب تمہارے امراء شرارتی ہوں اور تمہارے غنی لوگ بخیل ہوں اور عورتیں تمہاری حکمران ہوں تو تمہارے لیے زندہ رہنے کی بجائے مر جانا بہتر ہے (ترمذی حدیث: ۲۲۶۶)۔

واضح ہو گیا کہ بہترین حکمران کا انتخاب اور ووٹ کا صحیح استعمال اہل اسلام پر لازم ہے اور یہ اس امانت کی پہلی شق ہے جسے اللہ کریم نے سورۃ النساء میں بیان فرمایا ہے۔ امانت کی ادائیگی کے دوسرے بے شمار پہلو ہیں مثلاً:

(۱)۔ حکمرانوں کا اپنی رعایا کے حقوق ادا کرنا، (۲)۔ رعایا کا اپنے حکمرانوں کے حقوق ادا کرنا، (۳)۔ عام امانتوں کی ادائیگی، (۴)۔ ہر شخص کی رعایا کا ہونا اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جانا، (۵)۔ صوفیا کا اپنی ذات کو خدا کی امانت سمجھتے ہوئے اسے اللہ کے سپرد کر کے اپنی نفی کرنا وغیرہ۔ لیکن یہ ساری تفصیلات اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔

اسلامی سیاست سنتِ انبیاء ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءَ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ يَعْنِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي سِيَّاسَتِ كَامِ الْأَنْبِيَاءِ كَرْتِي تَحْتِي۔ جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا تھا، مگر اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اب خلفاء ہوں گے (مسلم حدیث: ۳۷۷۳، بخاری حدیث: ۳۴۵۵، ابن ماجہ حدیث: ۲۸۷۱)۔

الغرض اسلامی حکومت کا قیام مندرجہ ذیل وجوہ سے ضروری ہے۔

- ۱۔ انسانی فلاح کے لیے انسان کا اپنا بنایا ہوا نظام نہیں بلکہ خدا کا دیا ہوا نظام ضروری ہے۔
- ۲۔ اسلامی حکومت کا قیام غیر مسلموں کو اسلام کی موثر تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔
- ۳۔ ملک میں شرعی احکام اور قوانین کا نفاذ، اسلامی حکومت کے قیام پر موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ جنہوں نے اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو وہ لوگ کافر ہیں (المائدہ: ۴۴)، وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ جنہوں نے اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو وہ لوگ ظالم ہیں (المائدہ: ۴۵)، وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ جنہوں نے اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو وہ لوگ فاسق ہیں (المائدہ: ۴۷)۔

ملک کے اندر عوام کی فلاح و بہبود پر توجہ دینا، اسلامی نظام کا نفاذ، حدود و تعزیرات کا اجراء اور بین الاقوامی سطح پر سفارتی تعلقات، تجارت اور جہاد وغیرہ سب حکومت کی ذمہ داریاں ہیں۔ حکومت کو عوامی اصلاح کی خاطر ڈنڈا استعمال کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

## علمی شعبہ

قرآن و سنت کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ کے مطابق اسلامی قانون کو مرتب کرنا اور جدید مسائل کا حل پیش کرنا، حکومت کو علمی راہنمائی فراہم کرنا، عوام الناس کو تعلیم دینا اور مزید ذمہ دار علماء تیار کرنا علماء کی ذمہ داری ہے۔

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر، تدریس اور تحریر تینوں طریقوں سے اپنی امت کی تربیت فرمائی ہے۔

وعظ اور تقریر کے ذریعے تبلیغ

اللہ کریم جل شانہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا: اذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجیے، حکمت کے ذریعے اور اچھے وعظوں کے ذریعے اور ان سے احسن طریقے سے بحث کیجیے (النحل: ۱۲۵)۔

نبوت کے ابتدائی ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی وَ أَنْذِرْ

عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ یعنی اے حبیب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے (اشعراء: ۲۱۳)۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قریش کو جمع کر کے خطاب فرمایا: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشِ اسْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا (بخاری حدیث: ۲۷۵۳)۔

ترجمہ: اے قریش کے گروہ تم لوگ اپنے ذمہ دار خود ہو، اللہ کے سامنے میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں، اے بنی عبد مناف اللہ کے سامنے میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں، اے عباس بن عبدالمطلب اللہ کے سامنے میں آپ کا ذمہ دار نہیں ہوں، اور اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ اللہ کے سامنے میں آپ کا ذمہ دار نہیں ہوں، اور اے محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ مجھ سے میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو مگر اللہ کے سامنے میں آپ کا ذمہ دار نہیں ہوں۔

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل ترین خطاب فرمایا جسکی طوالت دنیا میں ایک ریکارڈ تھی: عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَخْطَبِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبْنَا، حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهُرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبْنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبْنَا، حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا (مسلم حدیث: ۷۲۶۷)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی اور منبر پر تشریف لے گئے، ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا، آپ منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے، پھر ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت آ گیا، پھر منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، پس آپ نے ہمیں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا۔ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے وہ خطبہ زیادہ سے زیادہ یاد رکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار خطابات میں خطبہ حجۃ الوداع کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور اس خطبے کی عظمت کو غیر مسلم بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع ملاحظہ کیجیے!

إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِي مَوْضُوعٌ، وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ، وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ (كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدِ فَقَتَلَهُ هَذَا يَوْمَئِذٍ)، وَرَبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رَبَا أَضَعُ رَبَانَا رَبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ، فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللَّهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئَنَّ فُرُوجَكُمْ أَحَدًا تَكَرَّهُوهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْرَحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنْ اغْتَضَمْتُمْ بِهِ، كِتَابَ اللَّهِ، وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي، فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟ قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ وَأَذْبْتَ وَنَصَحْتَ، فَقَالَ بِأُضْبِعِهِ السَّبَابَةَ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ، اللَّهُمَّ اشْهَدْ، اللَّهُمَّ اشْهَدْ، تِلْكَ مَرَاتٍ، (وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضَلَالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ إِلَّا هَلْ بَلَغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ فَلْيَبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ قُرْبَ مُبْلِغٍ أَوْ عَمَى مِنْ سَامِعٍ)

ترجمہ: تمہارے خون اور تمہارے مال آج کے دن کی عظمت کی طرح اس مہینے میں اور اس شہر میں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ آج جہالت کی تمام رسیں میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ زمانہ جہالت کی دشمنیاں ختم کر دی گئی ہیں۔ سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں۔ زمانہ جاہلیت کے تمام سود ختم کر دیے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں عباس ابن مطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ نے انہیں تمہاری پناہ میں دیا ہے اور اپنے کلام کے ذریعے ان کی شرم گاہیں تمہارے لیے حلال کی ہیں۔ عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی اور کو نہ سلائیں۔ اگر وہ ایسی حرکت کریں تو انہیں ضرورت کے مطابق محتاط سزا دو۔ عورتوں کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ تم انہیں اچھے طریقے سے کھانا اور لباس دو۔ میں تم

میں اللہ کی کتاب چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ قیامت کے دن اللہ تم سے میرے بارے میں پوچھے گا تو کیا جواب دو گے؟ سب نے جواب دیا، ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے ہم تک احکام پہنچا دیے، تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور بھلائی کی انتہا کر دی۔ آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی، اسی انگلی سے لوگوں کی طرف بھی اشارہ کیا اور فرمایا اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے لوگو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا اور ایک دوسرے کی گردن مارتے لگنا۔ بتاؤ، کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟ سب نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔ جو لوگ حاضر ہیں وہ ان تک میرا پیغام پہنچا دیں جو غیر حاضر ہیں۔ کتنے ہی سننے والے ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ سنی ہوئی بات آگے بتاتے ہیں تو اگلا ان سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے (مسلم حدیث: ۲۹۵۰، ابوداؤد حدیث: ۱۹۰۵، ابن ماجہ حدیث: ۳۰۷۴، سنن الدارمی حدیث: ۱۸۵۶، المستدرک حدیث: ۱۱۷۵)۔

### تدریس کے ذریعے تبلیغ

خطابات اور تقاریر کے بعد تدریسی طریقہ تعلیم کی باری آتی ہے۔ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعی اور انفرادی طور پر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر محنت فرمائی۔ قرآن مجید کی تعلیم دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں سرفہرست شامل ہے۔

اللہ کریم جل شانہ فرماتا ہے: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ یعنی وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے عظمت والے رسول کو بھیجا وہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں اور بے شک وہ لوگ ایمان لانے سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے (الجمعة: ۲)۔

مندرجہ ذیل احادیث میں تدریس کا ذکر ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِي مَسْجِدِهِ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلَى خَيْرٍ وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ أَمَا هُوَ لِأَنَّ هُوَ لَأَفْضَلُ عَوْنٌ



اللَّهِ وَيَرْغَبُونَ إِلَيْهِ فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَأَمَّا هَؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُونَ الْفِقْهَ وَالْعِلْمَ وَيُعَلِّمُونَ الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا قَالَ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِمْ [ابن ماجه: ۲۲۹، سنن الدارمی: ۳۴۹]۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا دونوں اچھا کام کر رہے ہیں، ان میں سے ایک محفل دوسری محفل سے اچھی ہے، ایک محفل والے اللہ سے دعائیں مانگ رہے ہوں اور اس کی طرف رغبت رکھتے ہیں مگر اللہ کی مرضی ہو تو انہیں عطاء کر دے اور اس کی مرضی ہو تو عطاء نہ کرے، جبکہ دوسری محفل والے فقہ اور علم سیکھ رہے ہیں اور جاہلوں کو سکھا رہے ہیں، اس محفل والے افضل ہیں، میں معلم بنا کر ہی بھیجا گیا ہوں، پھر آپ ﷺ اس محفل والوں کے پاس بیٹھ گئے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ التَّشَهُدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ (مسلم حدیث: ۸۹۷، بخاری حدیث: ۸۳۱، ابوداؤد حدیث: ۹۶۸، ترمذی حدیث: ۱۱۰۵، نسائی حدیث: ۱۱۶۳)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تشہد اس طرح سکھایا جس طرح قرآن کی سورۃ سکھاتے تھے۔

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ (بخاری حدیث: ۶۳۸۲، ترمذی حدیث: ۲۸۰، ابوداؤد حدیث: ۱۵۳۸، نسائی حدیث: ۳۲۵۳)۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اہم کاموں کے لیے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ الْأَوْدِيِّ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَيْنَهُ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْعِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ ذُبْرَ الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أُرْدَلِ الْعُمْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (بخاری حدیث: ۲۸۲۲)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ حضرت سعد یہ دعا اپنے بیٹوں کو اس طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح استاد اپنے شاگردوں کو کتابت کی تعلیم دیتا ہے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ذریعے نماز کے بعد اللہ کی پناہ مانگتے تھے: **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجَبَنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمَرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .**

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (بخاری حدیث: ۸۳۴)۔

ترجمہ: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسی دعا سکھائیے جسے میں نماز میں پڑھا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھا کرو: **اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ .**

سوالات کرنے کی اجازت دینا اور پھر ان سوالوں کے جواب دینا بھی نہایت اہم طریقہ تعلیم ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ۖ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنْ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عِظَامًا ، ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا قَالَ أَنَسٌ فَكَثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَكَثَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي ، قَالَ أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْنَ مَدْخِلِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ النَّارُ ، فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُدَافَةَ ، فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ أَبُوكَ حُدَافَةَ ، قَالَ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي سَلُونِي ، قَالَ فَبَرَكَ عَمْرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا ، قَالَ فَسَكَتَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ قَالَ عَمْرُ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْلَىٰ ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ غَرَضْتُ عَلَىٰ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ أَنْفَا فِي غُرُضٍ هَذَا الْحَائِطِ وَأَنَا أَصْلِي ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ (بخاری حدیث: ۲۹۴، مسلم حدیث: ۶۱۲۱)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سورج ڈھلنے کے وقت نکلے اور ظہر ادا فرمائی، جب سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہو گئے، پھر قیامت کا ذکر فرمایا اور بیان فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے معاملات ہوں گے۔ پھر فرمایا جو شخص کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہے پوچھ سکتا ہے۔ اللہ کی قسم تم جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے میں یہاں کھڑے کھڑے جواب دوں گا۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگ کثرت سے رونے لگے اور رسول اللہ ﷺ بار بار فرماتے جا رہے تھے کہ مجھ سے پوچھ لو۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ میرا ٹھکانا کہاں ہے؟ فرمایا جہنم۔ پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر آپ ﷺ کثرت سے فرماتے رہے، مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو۔ پھر حضرت عمر ﷺ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کیا ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں، اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں، اور محمد کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ جب حضرت عمر نے یہ بات عرض کی تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اچھا، قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے ابھی ابھی جب میں نماز پڑھ رہا تھا تو اس احاطے کے اندر میرے سامنے جنت اور دوزخ پیش کی گئیں، آج کی طرح میں نے کبھی خیر اور شر نہیں دیکھے۔

حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتَّىٰ صِرْتُ قُطْبًا

وَنَلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَى الْمَوَالِي

تحریر کے ذریعے تبلیغ

تدریس کے بعد تحریری طریقہ تعلیم کا نمبر آتا ہے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب

بھی کوئی سورت یا آیت نازل ہوتی تھی تو آپ سے اپنے کاتب کے ذریعے فوراً لکھواتے تھے مثلاً  
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ (لَا  
يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا  
فَجَاءَ بِكِتَابٍ فَكَتَبَهَا (بخاری حدیث: ۲۸۳۱)۔

ترجمہ: حضرت ابواسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرماتے  
ہوئے سنا کہ جب قرآن کی آیت (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) نازل ہوئی تو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کتابت کے لیے بلایا تو وہ اونٹ  
کے کندھے کی چوڑی ہڈی لے کر آگئے اور اس آیت کو لکھا۔

عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى كَتَبَ فَقَرَأْتُهُ إِنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا (بخاری حدیث: ۲۸۳۳)۔

ترجمہ: حضرت سالم فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے تحریر لکھی اور میں نے  
اسے پڑھا، اس میں لکھا تھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جہاد کرو تو ثابت قدم رہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ  
مِنْهُمْ قَتَلُوهُ فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ  
فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ وَسَلَطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّهَا  
حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارِ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا يُعْصَدُ  
شَجَرُهَا وَلَا تُلْقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ فَمَنْ قَتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرِينِ إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ  
وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
فَقَالَ اكْتُبُوا لِأَبِي فَلَانَ (بخاری حدیث: ۱۱۴)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ شریف کی  
حرمت کے بارے میں مکمل خطاب فرمایا، بعد میں یمن کے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ  
خطبہ مجھے لکھ دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس آدمی کو لکھ کر دو۔

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ قَالَ لَا إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ أَوْ فَهَمُّ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ قُلْتُ فَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَأكَ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ (بخاری حدیث: ۱۱۱۰)۔

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کے پاس کچھ لکھا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: صرف کتاب اللہ ہے یا وہ فہم ہے جو ہر مسلمان شخص کو دی گئی ہے یا جو کچھ اس صحیفہ میں لکھا ہوا ہے، میں نے پوچھا: اس صحیفہ میں کیا لکھا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: دیت کے احکام لکھے ہوئے ہیں اور قیدیوں کو چھڑانے کے احکام لکھے ہوئے ہیں اور یہ لکھا ہوا ہے کہ مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو لکھ لیتے تھے۔  
عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبِهٍ عَنْ أَخِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ (بخاری حدیث: ۱۱۱۳)۔

ترجمہ: حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے بھی مجھ سے زیادہ حدیثیں روایت نہیں کیں، سوائے عبداللہ بن عمرو کے، وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں زبانی یاد کر لیتا تھا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُرِيدُ حِفْظَهُ ، فَهَتَيْتِي قُرَيْشٌ ، وَقَالُوا أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ ، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلَىٰ فِيهِ ، وَقَالَ أَكْتُبُ ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ (ابوداؤد حدیث: ۳۶۲۶، دارمی حدیث: ۲۸۸)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ہر چیز سن کر

لکھ لیتا تھا۔ میرا ارادہ زبانی یاد کرنے کا ہوتا تھا۔ قریش کے کچھ بزرگوں نے مجھے منع فرمایا۔ کہنے لگے تم جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتے ہو ہر چیز لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں، آپ ناراضگی اور رضا کی حالت میں گفتگو فرماتے ہیں۔ میں لکھنے سے باز آ گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے دھن مبارک کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: لکھا کر، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس میں سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کے نام یہ خط لکھا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلٍ عَظِيمِ الرُّومِ ، سَلَامٌ عَلَيَّ مِنْ  
اتَّبَعَ الْهُدَىٰ أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدَاعِيَةِ الْإِسْلَامِ ، أَسْلِمْتَ تَسْلِمًا وَأَسْلِمْتُ يُوتِيكَ  
اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، وَإِن تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الْأَرْبَسِيِّينَ وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ  
تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا  
يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا  
مُسْلِمُونَ (مسلم حدیث: ۴۶۰۷، بخاری حدیث: ۲۹۴۱، ترمذی حدیث: ۲۷۱۷)۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد کی طرف سے ہرقل بادشاہ روم کی طرف۔

سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کو قبول کیا۔ اس کے بعد، میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے۔ اسلام لے آؤ گے تو اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ اگر منہ پھیرو گے تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تمہارے ذمے ہو گا اور اے اہل کتاب! اس کلمے کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک بنائیں اور نہ ہی ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب بنائے۔ پھر اگر یہ لوگ منہ پھیریں تو کہو کہ ہمارے مسلمان ہونے پر گواہ ہو۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر آیت علماء کا کام زبان سے تبلیغ کرنا ہے۔ حبیب

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الْعَالِمُ يَعِظُ بِالْعِلْمِ وَالْأَدَبِ وَالْجَاهِلُ يَعِظُ بِالضَّرْبِ وَالْعَصَبِ یعنی عالم علم و ادب سے وعظ کرتا ہے اور جاہل آدمی مار پیٹ اور سخت کلامی سے کام لیتا ہے (سر الاسرار: ۸۴)۔

## روحانی شعبہ

لوگوں کی نیت کو درست کرنا، اعمال میں اخلاص پیدا کرنا اور اخلاق کو درست کرنا صوفیاء کی ذمہ داری ہے اور اس حد تک روحانی تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے: وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ یعنی ان لوگوں کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کریں صرف اسی کے لیے اپنے دین کو خالص کر کے بالکل اسی کی طرف متوجہ ہو کر (الہدیہ: ۵)۔

حدیث پاک میں ہے کہ اعمال کا دار و مدار ہی نیت پر ہے اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (بخاری حدیث: ۱، مسلم حدیث: ۴۹۲۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میری بعثت کا مقصد ہی اخلاق کو اپنی انتہا تک پہنچانا ہے بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ (موطا امام مالک حدیث رقم: ۸۸ کتاب حسن الخلق)۔ ان ساری باتوں کا نفس کی اصلاح سے ہے۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى بِلَا شَبِّهِ وَهُوَ فَخْصٌ فَلَاحٌ پَآگِیَا جَسْنِے اپنے نفس کو پاک کیا (الاعلیٰ: ۱۳)۔

روحانی طریقہ تبلیغ کا تعلق نگاہ اور توجہ سے ہے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گنت معجزات اور اولیائے کرام علیہم الرضوان کی کرامات اسی شعبے سے متعلق ہیں۔

اسلام کی پہلی روحانی درس گاہ: صفہ

روحانی تبلیغ کے لیے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفہ نامی جبوترے کا انتخاب فرمایا جہاں مختلف اوقات میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مختلف تعداد قیام پذیر رہی۔ قرآن مجید میں اصحاب صفہ کا ذکر اس آیت میں موجود ہے:

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهَذَا جِوَالِدُكَ رَاهٍ فِي رُوحِكَ  
ہیں (البقرة: ۲۷۳)۔ اس آیت کی تفسیر میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وہم اصحاب  
الصفة اس آیت میں فقراء سے مراد اصحاب صفہ ہیں (معالم التزیل جلد ۱ صفحہ ۲۹۶)۔ قرطبی  
میں ہے کہ: وہم اهل الصفة و كانوا نحواً من اربعمائة رجل وذلك انهم كانوا  
يقدمون فقراء على رسول الله ﷺ وما لهم اهل ولا مال فبئس لهم صفة في  
مسجد رسول الله ﷺ فقیل لهم اهل الصفة یعنی یہ لوگ اہل صفہ تھے، جو چار سو کے  
قریب تھے، ان کے پاس نہ گھر تھا نہ مال تھا، ان کے لیے مسجد نبوی شریف میں چبوترہ تعمیر کیا گیا  
تھا، جس کی وجہ سے انہیں اہل صفہ کہا جاتا تھا (قرطبی جلد ۳ صفحہ ۳۲۲)۔

انہی لوگوں کے پاس بیٹھ کر ان کی روحانی پیاس کی تسکین کا سامان کرنے کا حکم اللہ  
کریم نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ سے دیا ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ  
وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ .

ترجمہ:- اے محبوب اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس روکیے جو اپنے رب کو صبح و شام یاد کرتے  
ہیں، اللہ کی رضا چاہتے ہیں، اور ان سے اپنی نگاہیں مت ہٹائیے (الکہف: ۲۸)۔

اس آیت کی تفسیر میں امام بغوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ قال قتادة نزلت في

اصحاب الصفة و كانوا سبعمائة رجل فقراء في مسجد رسول الله ﷺ، لا  
يرجعون الى تجارة ولا الى زرع ولا ضرع يصلون صلاة و ينتظرون اخري ،  
فلما نزلت هذه الاية قال النبي ﷺ الحمد لله الذي جعل في امتي من امرت ان  
اصبر نفسي معهم یعنی حضرت قتادہ تابعی ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے  
میں نازل ہوئی ہے، جو سات سو کے قریب افراد تھے، نہ ہی تجارت کی طرف لوٹتے تھے، نہ ہی  
زراعت کی طرف اور نہ ہی مویشیوں کی طرف، ایک نماز پڑھ لیتے تو دوسری کا انتظار کرتے تھے۔  
جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں ایسے



لوگ پیدا فرمائے جن کے پاس ٹھہرنے کا مجھے حکم ہوا (تفسیر بغوی جلد ۳ صفحہ ۲۷)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ قَالَ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ ، إِذَا إِزَارَ وَإِمَا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةً أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ (بخاری حدیث: ۴۳۲۰)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر افراد کو دیکھا ہے، ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جس کے ساتھ مکمل لباس ہو، یا صرف تہبند ہوتا تھا یا صرف اوڑھنی ہوتی تھی جسے انہوں نے اپنی گردن کے ساتھ گرہ دی ہوئی تھی، ان میں سے کچھ چادریں آدھی پنڈلی تک ہوتی تھیں اور ان میں سے کچھ چادریں ٹخنوں تک ہوتی تھیں۔ پھر وہ انہیں اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر رکھتے تھے تاکہ کھل نہ جائیں اور بے پردگی نہ ہو۔

### رب راضی تو سب راضی

انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور قرآن کے نزول کا مقصد بھی توحید خداوندی سے آشنا کرنا ہے (ابراہیم: ۵۲ کا حاصل)۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ مَنْ أَصْلَحَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ أَصْلَحَ اللَّهُ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق درست کر لیا، اللہ تعالیٰ مخلوق کیساتھ بھی اس کا تعلق درست کر دے گا (کنز العمال حدیث: ۴۳۱۶۶)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تصوف دین کے تمام شعبوں پر حاوی اور غالب ہے، اس لیے کہ جس کی لائن اللہ تعالیٰ کے ساتھ سیدھی ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے دوسرے تمام معاملات کو درست فرمادیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ۖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ قَلْبِ ابْنِ آدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنْ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشُّعْبَ كُلَّهَا ، لَمْ يَبَالِ اللَّهُ بِأَيِّ وَادٍ أَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ كَفَاهُ التَّشْعُبَ (ابن ماجہ حدیث: ۴۱۶۶)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آدم کے بیٹے کے دل میں ہر وادی کی ایک گھاٹی موجود ہوتی ہے، جس کا نفس ان تمام گھاٹیوں کے پیچھے چلتا

رہے تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں خواہ کسی بھی وادی میں اسے ہلاک کر دے، اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کے معاملے میں اسکی کفایت فرماتا ہے۔

## انساں تلاش کر

اپنے نفس کی اصلاح اور اللہ کریم جل شانہ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے مرشد کمال کے ہاتھ پر بیعت کرنا پڑتی ہے۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ مکینہ کون ہے؟ فرمایا جسے اللہ تک پہنچنے کا طریقہ نہ آتا ہو اور نہ کسی سے پوچھتا ہو مَنْ لَا يَعْرِفُ الطَّرِيقَ إِلَى اللَّهِ وَلَا يَتَعَرَّفُهُ (رسالہ قشیریہ صفحہ ۲۴)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبِي خَلَادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنْ رَأَيْتُمْ الْعَبْدَ يُعْطَى زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقَلَّةً مَنَظِقٍ فَأَقْتَرِبُوهُ فَإِنَّهُ يُلْقَى الْحِكْمَةَ [شعب الایمان للبيهقي حديث رقم: ٤٩٨٥، ابن ماجه حديث رقم: ٤١٠١]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوخلاد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی بندے کو دیکھو جسے دنیا سے بے رغبتی اور کم گوئی عطا ہوئی ہے تو اس کے قریب ہو جاؤ اسے حکمت دی گئی ہے۔

اس حدیث میں ایسے شخص کے پاس جا کر بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے جو دنیا سے بے رغبت ہو اور وہ کم بولتا ہو۔ معلوم ہوا کہ صوفیاء کی تبلیغ زبان کی بجائے نگاہ سے ہوا کرتی ہے اور ان سے کچھ سننے کی بجائے محض ان کی صحبت میں بیٹھنا حکمت سے مالا مال کر دیتا ہے وَمَنْ يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (البقرہ: ۲۶۹)۔

پیر پکڑنے کا مقصد دم کروالینا، تعویز لے لینا اور دعا کروالینا اور نذرانے دینا نہیں۔ مرشد پکڑنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی جائے۔ اس راستے میں نفس اور شیطان قدم قدم پر دھوکا دیتے ہیں اور قدم قدم پر راہنما کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو شخص مرشد کے بغیر راہ سلوک میں قدم رکھتا ہے اس کا مرشد شیطان ہے۔ من لم یکن له شیخ فشیخه الشیطان۔

مرشد بننے کے لیے شرائط یہ ہیں کہ وہ صحیح العقیدہ سنی ہو، عالم ہو، باعمل ہو، اسکے مرشد نے اسے بیعت لینے کی اجازت دی ہو اور اسکا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جڑا ہوا ہو۔ یہ سب باتیں اللدین آمنوا وکانوا یتقون اور وکونوا مع الصدیقین سے ثابت ہیں۔

بیعت کی کئی اقسام ہیں۔ (۱)۔ بیعت اسلام یعنی اسلام قبول کرنے کی خاطر کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ (۲)۔ بیعت سیاست یعنی ووٹ دینا۔ (۳)۔ بیعت مقصد جیسے حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان ہوئی تھی۔ (۴)۔ بیعت تعلق جیسے کسی عالم کی تحریک میں شامل ہو جانا یا اس کارکنیت فارم بھر دینا یا ٹیلی فون اور خط کے ذریعے بیعت کرنا۔ (۵)۔ بیعت طریقت یعنی منازل سلوک طے کرنے کے لیے باقاعدہ مرد کمال کے سامنے خود کو پامال کر دینا اور اس کی صحبت میں اس وقت تک رہنا جب تک وہ خود فارغ نہ کر دے اور عام طور پر مطلق بیعت سے یہی مراد لی جاتی ہے۔ (۶)۔ بیعت طلب یعنی اپنے مرشد کے تمام اسباق مکمل کر لینے کے بعد اپنے مرشد کی اجازت یا حکم سے کسی دوسرے شیخ کے ساتھ کچھ عرصے کے لیے رابطہ رکھ کر مخصوص روحانی کورس کر کے اپنے مرشد کے پاس واپس آ جانا۔

### بیعت طریقت کرنے والے کے لیے نکتہ خاص

اگر طریقت والے کو تین چیزوں پر عمل کرنے کی توفیق مل جائے تو یہ اللہ کریم کا خاص کرم ہوگا۔ ان میں سے پہلی چیز خدمت ہے۔ انسان کو اپنے رب سے دور کرنے والی سب سے بڑی آفت تکبر ہے۔ دولت، حسن، خاندانی غرور اور علم و عمل سب چیزیں تکبر پیدا کرتی ہیں اور تکبر کا علاج محض کمر جھکانے، ہاتھ جوڑنے اور جی جی کرنے سے نہیں ہوتا بلکہ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ بلا امتیاز ہر کسی کی خدمت کی جائے۔ مرشد کی خدمت، استاد کی خدمت، ماں باپ کی خدمت، پیر بھائی کی خدمت، ہر انسان کی خدمت، ہر مخلوق کی خدمت، اپنے پرانے کی خدمت، حضرت عبداللہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: التواضع ترک التسمیٰ فی الخدمۃ یعنی عاجزی یہ ہے کہ بلا تمیز ہر کسی کی خدمت کی جائے (رسالہ قشیرہ صفحہ ۱۸۵)۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ خدمت درجہ بدرجہ ہونی چاہیے۔ گر حفظ مراتب کنی زندیقی۔

یہ نکلتا پایا جس نے کہ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ  
کسی بھی شے کی خدمت سے وہ اکتایا نہیں کرتا  
بھلے کتا بھلے بلی بھلے مکھی بھلے کا فر  
خدا ان سب کی خدمت کو کبھی ضائع نہیں کرتا

خدمت کے بعد دوسری اہم چیز اخفاء ہے۔ اخفاء کا معنی ہے چھپانا اور پوشیدہ رکھنا۔  
مطلب یہ ہے کہ صاحبِ طریقت اپنی تمام عبادات اور خدمات کو لوگوں سے پوشیدہ رکھے۔ یہی  
دراصل اخلاص کی روح ہے۔ اللہ کے ساتھ تعلق یعنی تہجد، ذکر، تلاوت سب چھپ چھپا کر کیا  
جائے اور کبھی بھولے سے بھی اس کا اظہار بلکہ اشارہ بھی اظہار نہ ہونے پائے۔

پھر لوگوں کی خدمت بھی اسی طرح کی جائے کہ دائیں ہاتھ سے دیں تو بائیں کو خبر نہ  
ہو۔ کبھی کسی کو احسان نہ جتلائیں بلکہ اگر آپ کو کسی کی خدمت کا موقع ملا ہے تو اللہ تعالیٰ کا بھی شکر  
ادا کریں اور اس انسان کے بھی شکر گزار ہوں جس نے خدمت کرنے کا موقع دیا ہے۔

مسجد، مدرسہ، خانقاہ، لنگر میں جو کچھ بھی خرچ کیا جائے اس کا اعلان و تشہیر ہرگز نہ کی جائے۔  
خدمت کے بعد تیسری اہم چیز صبر ہے۔ اللہ کریم کے فیصلے پر صبر اور لوگوں کی طرف  
سے ظلم و ستم اور زیادتی پر صبر۔

طریقت والوں پر اللہ کریم کی طرف سے دکھ، بیماری، غربت، موت سب اس کی بندہ  
نوازی کے مختلف انداز ہیں۔ ارشادِ باری ہے: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ  
وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ یعنی ہم تمہیں ضرور بر ضرور  
آزمائیں گے خوف اور بھوک اور مالی اور جانی اور پھلوں کے نقصان کے ذریعے اور صبر کرنے  
والوں کو خوشخبری دے دو (البقرہ: ۱۵۵)۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَنَزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتِلَاءَ اللَّهِ فِي جَسَدِهِ  
أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ ثُمَّ صَبْرَهُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَهُ الْمَنَزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ  
تَعَالَى (مسند احمد حدیث: ۲۲۲۰۱، ابوداؤد حدیث: ۳۰۹۰)۔

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن مہدی سلمیٰ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک جب اللہ کی طرف سے کسی بندے کے لیے ایک منزل مقرر ہو جاتی ہے جس تک وہ اپنے عمل کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا تو اللہ اسے جسمانی یا مالی یا اولاد کے امتحان میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر اسے اس پر صبر بھی عطا فرماتا ہے حتیٰ کہ اسے اس منزل تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے ہو چکی ہوتی ہے۔

بندوں کے مظالم پر صبر بھی دراصل اللہ کریم ہی کی تقدیر پر صبر ہے۔ اس لیے کہ اس مالک نے چاہا تو تجھے بندوں کے ستم کا نشانہ بنایا۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کیلئے کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ ابو جہل پر لعنت بھیجیں، تو فرمایا: اِنِّیْ لَمُبْعَثٌ لِّعَاثَا وَ اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً مَّجْہَرٌ بِرَحْمَتِ بَنَا کَرِہِیْمَا۔ (مسلم حدیث: ۲۵۹۹)۔

ایک روز امیر المؤمنین حسین بن علی رضی اللہ عنہما چار سو صحابہ کے ساتھ اس شان سے باہر تشریف لائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک سر پر تھی اور اپنے والد گرامی کی ذوالفقار کمر میں لٹک رہی تھی اور اس ہجوم میں ایسے نمایاں تھے جیسے تاروں میں چاند روشن ہو۔ ایک اعرابی آیا اور اس نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ صحابہ نے کہا امیر المؤمنین حسین بن علی رضی اللہ عنہما۔ پھر اس اعرابی نے آپ سے عرض کیا کہ کیا تم ابو طالب کے پوتے ہو فرمایا: ہاں۔ کہنے لگا کہ تمہارے باپ بڑے خون ریز اور فتنہ انگیز آدمی تھے۔ یہ سن کر عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمن بن ابی بکر وغیرہم رضی اللہ عنہم نے اسے مارنے اور ادب سکھانے کا اراد کیا۔ حضور نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ پھر اس نے پوچھا کہ اے وجیہہ عرب ہم تجھے بڑا دل برداشتہ اور غضب ناک دیکھتے ہیں۔ اگر بھوکے ہو تو تمہیں روٹی دیں۔ اگر جنگل کی خشکی کا کچھ اثر تم پر ہے تو ہم علاج کرا دیں۔ اگر قرضہ دار ہو تو ہم تمہارا قرض ادا کر دیں اور اگر تمہاری بیوی تم سے لڑ بیٹھی ہے تو صلح کرا دیں اور اگر کوئی اور کام ہے تو کہو کہ ہم تمہاری مدد اور اعانت کریں۔ اعرابی نے شرمندہ ہو کر آپ کے پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ معافی مانگی اور چلا گیا۔ حضرت امیر نے صحابہ سے فرمایا کہ ہم بہت

بلند اور بہت بڑے پہاڑ ہیں، مخالف ہواؤں سے کب جھک سکتے ہیں۔

دریا نے فراواں نہ شود تیرہ بہ سنگ عارف کہ بر نجد تک آ بست ہنوز

ترجمہ: بڑا دریا کالے پتھر سے کالا نہیں ہوتا۔ جو عارف رنجیدہ ہو جاتا ہے وہ ابھی تھوڑے پانی کی طرح ہے۔

ایک قلندر جس کا نام ترا بی تھا اس نے حضرت مخدوم نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر انہیں خنجر سے پندرہ سترہ زخم کر دیے۔ حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے اس کے ظلم کو برداشت فرمایا اور اسے فرمایا کہ میرے حجرے میں جا کر چھپ جاؤ ورنہ لوگ تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ لوگوں نے قلندر کو بہت تلاش کیا مگر ڈھونڈ نہ سکے۔ آدھی رات ہوئی تو حضرت مخدوم قدس سرہ نے اس قلندر سے فرمایا کہ اگر اپنی خیریت اور زندگی چاہتے ہو تو اسی وقت دہلی سے چلے جاؤ۔ وہ وہاں سے بھاگ کر ایسی جگہ چلا گیا کہ کسی کو اس کی خبر نہ ہو سکی۔ آپ کے کسی عقیدت مند نے آپ کو خط لکھا کہ آپ کو لوگوں کے اتنے ظلم برداشت نہیں کرنے چاہئیں۔ آپ ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم خود ان سے بدلہ لیں۔ آپ نے جواب فرمایا:

چوں حوائتہائے ایں ضربت زجائے دیگرست

تگم آید گر بگویم کز فلاں رنجیدہ ام

ترجمہ:- ان زخموں کا لگنا کسی اور کی مشیت سے ہے، مجھے یہ کہتے وقت شرم آتی ہے کہ میں فلاں آدمی سے رنجیدہ ہوں (سبع سنابل صفحہ ۶۴)۔

حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: میں سکندر آباد کی جامع مسجد میں تھا۔ ایک قلندر وہاں نماز پڑھ رہا تھا۔ اسکے پاس دو بغیر سلے تہ بند تھے۔ جس میں سے ایک کو نیچے باندھ کر، ستر پوشی کر رکھی تھی اور دوسرے کو چار تہہ کر کے قبلہ کی طرف ڈال رکھا تھا اور اس پر نماز ادا کر رہا تھا۔ سر پٹو پی اور دستار تھی مگر باقی بدن برہنہ تھا۔ ایک طالب علم اس سے سختی سے الجھ پڑا کہ اس طہ، گمراہ، بے خبر، بے علم اور جاہل و سخت دل کو دیکھو کہ اپنا بدن تو برہنہ کیے ہوئے ہے مگر کپڑا پیروں کے نیچے ڈال لے نماز پڑھ رہا ہے، کتنی بے ادبی کی بات ہے۔ اس لڑکے نے اسی قسم کی بدزبانی اور تہمت تراشی کی۔

اس قلندر نے وہ تہبند اپنے پیروں کے نیچے سے نکالا۔ اپنے گلے میں ڈال کر گرہ لگائی اور اپنے بدن کو چھپا کر پھر نماز میں مصروف ہو گیا۔ مگر اس میں کوئی تبدیلی اور فرق ظاہر نہ ہوا۔ طالب علم کو اپنے کہے ہوئے پر بڑی شرمندگی ہوئی اور جب وہ قلندر نماز سے فارغ ہوا تو اس نے معذرت کی اور کہا کہ میں نے بہت برا کیا کہ آپ سے غیر مناسب باتیں کہہ دیں مجھے معاف فرما دیجیے اور دل برانہ کیجیے۔ قلندر نے کہا کہ اے غریب نوازاں باتوں سے وہ دل بگاڑے جو کسی پیر و مرشد کا پرورش کیا ہوا نہ ہو۔ تم نے مجھے نصیحت کی اور شرعی مسئلہ بتایا۔ اللہ تمہیں بہت جزا دے (سبع سنابل صفحہ ۶۸)۔

شیخ المشائخ حضرت میاں محمد بقا شاہ شہید علیہ الرحمۃ تبلیغی دورے پر اپنے مریدوں کے پاس جا رہے تھے کہ سفر کے دوران چند ڈاکوؤں نے اچانک آپ پر حملہ کر دیا جس سے آپ شدید زخمی ہوئے۔ جب آپ زخمی ہو کر گرے تو ڈاکوؤں نے آپ کی صورت دیکھ کر پہچان لیا۔ فوراً پشیمان ہو کر معافی کے طلب گار ہوئے اور آپ نے ڈاکوؤں کو معاف کر دیا۔ یہی لٹیروں کو ایک چار پائی پر لٹا کر آپ کے مکان پر لائے۔ آپ کے چاروں صاحبزادوں نے جو آپ کو اس حالت میں دیکھا تو انہیں لٹیروں پر بڑا غصہ آیا۔ لیکن قبل اس کے کہ لٹیروں کو کچھ نقصان پہنچے آپ نے فرزندوں سے فرمایا: میری وصیت غور سے سنو اور اس پر عمل کرو۔

میرے یہ قاتل جو یہاں موجود ہیں۔ میں نے ان کو اپنا خون معاف کر دیا۔ بحیثیت والد تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم بھی انہیں معاف کر دو۔ ان سے انتقام لینے کی کوشش ترک کر دو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھ کو جنت عطا کی تو بخدا میں ان کو ساتھ لیے بغیر جنت میں نہ جاؤں گا۔ اس لیے کہ یہی میری شہادت کا سبب بنے ہیں۔ انہوں نے بے خبری میں مجھے زخمی کیا ہے۔ نیز یہ اپنی اس حرکت پر نادم اور پشیمان بھی ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ میری بے گناہ شہادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میری اولاد پر بھی رحم و کرم فرمائے گا اور انہیں دنیا و آخرت میں اپنے انعامات سے سرفراز کرے گا (ملفوظات شریف پیر سائیں روضہ دہنی صفحہ ۳۹۲، ۳۹۳)۔

ہمارے مرشد کریم حضرت قطب الاقطاب پیر سائیں محمد قاسم مشوری قدس سرہ الاقدس کی موجودگی میں ہمارے ایک پیر بھائی نے سرانیکی زبان میں یہ کلام پڑھا:

دشمن گول مریاں مشوری والے سائیں دا

یعنی میں اپنے مرشد کریم کے دشمن کو ڈھونڈ کر ماروں گا۔ آپ نے اسے کلام پڑھنے سے روک دیا اور فرمایا: بیٹا میرا دنیا میں کوئی بھی ذاتی دشمن نہیں، یہ کلام آئندہ مت پڑھنا۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہ ایک جنگ میں چلے جا رہے تھے کہ ایک سوار آپ کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ آبادی کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: قبرستان میں۔ سوار کو غصہ آیا اور آپ کے سر مبارک پر ایک لکڑی ماری تو وہ ٹوٹ گئی پھر آپ کو پکڑ کر شہر میں لایا۔ لوگوں نے کہا کہ اے بیوقوف یہ تو ابراہیم ادھم ہیں۔ وہ سوار گھوڑے سے اترا، آپ کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا کہ مجھے معاف کر دیجیے۔ فرمایا: میں نے معاف کیا بلکہ تو نے جب میرے سر پر وہ لکڑی ماری تھی میں نے تجھے دعا دی تھی۔ آپ کے مریدوں نے پوچھا کہ آپ نے دعا کیوں کی؟ فرمایا: اس لیے کہ معاف کرنے سے اس کی بدولت مجھے ثواب ملے۔ لہذا میں نہیں چاہتا کہ میرا نصیب اس کی نسبت اچھا ہو اور اس کا نصیب میری نسبت برا ہو (سبع سنابل صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹)۔

آپ ان تینوں نکات پر دوبارہ نظر کیجیے۔ خدمت، اخفاء اور صبر۔ خدمت کی ”خ“ اخفاء کی ”الف“ اور صبر کی ”ص“ کو جمع کریں تو ”خاص“ بنتا ہے۔ اور طریقت والوں کے لیے یہ نکتہ واقعی خاص ہے۔

اس کے علاوہ اللہ جل شانہ کی معرفت حاصل کرنا، منازل سلوک طے کرنا اور تکوینی معاملات کو سمجھنا ہر آدمی کی ذمہ داری نہیں بلکہ صرف اہلیت اور صلاحیت رکھنے والے لوگ ہی اس دشت بے کراں میں خود کو مٹا کر رکھ دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

☆.....☆.....☆



Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Islam The World Religion

---

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>